رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

بسم اللہ الرحمن الرحیم — قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ط وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ

اب گیا وقت خزاں آئی	عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا	دین کی نصرت کے لئے اک آسمان پر شور ہے

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دیگا (الہام حضرت مسیح موعود)

الفضل

مضامین بنام ایڈیٹر

کاروباری امور کے متعلق خط و کتابت بنام مینیجر ہو

فہرست مضامین

ایڈیٹر - غلام نبی ٭ اسسٹنٹ - مہر محمد خان

جلد ۹	۱۳۳۹ھ	مطابق ۲۸ ذیقعدہ	مورخہ ۴ اگست ۱۹۲۱ء	نمبر ۱۰

مدینۃ المسیح

۵ تاریخ سے ہائی سکول اور مدرسہ احمدیہ میں دو ماہ کی تعطیلیں شروع ہو جائینگی۔ اور ۴ تاریخ گھر جانیوالے طلباء کو بٹالہ سے سوار کرا دیا جائیگا۔

حضرت خلیفۃ المسیح

تازہ اطلاع منظر ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ ڈلہوزی سے واپس سرینگر تشریف لے آئے ہیں حضور نے اپنی صحت کے متعلق جو اطلاع فرمائی وہ یہ ہے کہ میری طبیعت نہایت آرام سے گذر رہی ہے اور اب بہت کم وقت حاجت ہوتی ہے مگر چلنے پھرنے سے زیادہ ہو جاتی ہے۔

ہفتہ ختم ہوا جولائی میں گیارہ ... تشریف لائے۔

۲ اگست کو بھی کسی قدر بارش ہوئی موسم خدا کے فضل سے خوشگوار ہے۔

افکار گوہر

(از جناب ذوالفقار علیخان صاحب گوہر رامپوری)

تارک صبر ہوں میں اے دل خود کام کہ تو
میں او فاکیشوں میں ہوں مورد الزام کہ تو
غیر سے ترک مراسم نہیں کرتا تو نہ کر
میں ہوں ہر کوچہ و بازار میں بدنام کہ تو
اے کم اندیش مکافات عمل سے غافل
ہے مصیبت کا سبب گردش ایام کہ تو
چپ رہے اہل وفا ظلم و ستم پر بھی اگر
اے ستم پیشہ بتا وہ ہے ناکام کہ تو

ساقیا عشرت میخانہ مکدر کیوں ہے
کون ہے اسمیں خطاوار مئے آشام کہ تو
تو دبا غیروں سے جتنا وہ دباتے ہی گئے
غیر ہیں تو ہی بتا قابل انعام کہ تو
ساقیا تشنہ لبی کی ہو شکایت کس سے
مجرم تنگدلی کون ہے یہ جام کہ تو
کچھ تو دلداری ارباب وفا کر اے شوخ
میں ہوں مشہور زمانہ میں دل آرام کہ تو
دام تزویر میں پھانسا ہے جنہیں ای صیاد
سوچکر تو ہی بتا وہ ہیں بد انجام کہ تو
تری محرومی میں ہے نفس پرستی داخل
اے غلط کار خطاوار ہے اسلام کہ تو

اخبار احمدیہ

حسابات سٹور کے متعلق اعلان

ناظر صاحب بیت المال اور [illegible] لکھتے ہیں۔ بعض احباب کے خطوط سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ احباب کو اسٹور کے حسابات کے متعلق بوجہ غیر معمولی تاخیر کے تشویش پیدا ہوئی ہے۔ لہذا آگاہی احباب کے لئے عرض ہے۔ کہ حسابات کی جانچ کرکے نتیجہ حساب حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کے حضور میں بغرض ملاحظہ بھیجا گیا ہے۔ جس روز حضور کے پاس سے واپس آگیا۔ اسی روز پریس میں بغرض اعلان بھیجدیا جائیگا۔ تاخیر کی وجہ یہ ہوئی ہے کہ امسال غیر معمولی جانچ کرائی گئی تھی۔ اور اب تک گذشتہ حسابات کی از سرنو جانچ ہو رہی ہے۔ تاکہ مفصل حالات کا علم حاصل کرکے میں جدید انتظامات و تجاویز احباب کی خدمت میں پیش کرسکوں۔ اسٹور الحمد للہ نئے انتظامات میں ترقی کر [illegible] رہا ہے۔ حالانکہ ابھی انتظامات کی ابتدا ہی ہے۔

ناظر امور عامہ قادیان

طلباء کے والدین کو ضروری اطلاع

۱۳ اگست ۱۹۲۱ء سے موسمی تعطیلات ہونگی۔ اس لئے انشاء اللہ تعالیٰ ۱۴ اگست کی صبح کی گاڑی میں طلباء کو گھر جانے کے لئے بٹالہ سٹیشن سے سوار کرایا جائیگا۔ لہذا جن احباب کے بچے یہاں پڑھتے ہیں۔ اور وہ اپنے والدین کے پاس جانے والے ہیں۔ اپنی اپنی جگہوں پر پہنچنے کا اندازہ کرکے ان کو اسٹیشن پر لینے جاویں اور یہاں انہیں خیریت سے پہنچنے کی اطلاع کردیں۔ تا اطمینان ہو۔ والسلام۔

ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان

مدراس میں درس قرآن

جناب محمد علی صاحب احمدی کے مکان میں درس قرآن جاری کیا گیا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح اور تمام احباب سے درخواست دعا ہے۔ کہ یہاں کی جماعت مستقل ہو۔ اور تعلیم قرآن سے مستفیض ہو۔ تبلیغ کے راستہ میں بہت سی مشکلات ہیں۔ اور جماعت کے لوگ عموماً غریب ہیں۔

الراقم [illegible] خادم مسیح [illegible] حکیم جلال الدین

اعلان نکاح

سید عبدالغنی شاہ ولد سید مزمل شاہ [illegible] موضع گمیٹر ضلع گوجرات کے نکاح کا اعلان غلام غوث صاحب ڈسٹرکٹ انسپکٹر کی لڑکی امۃ اللہ سے ایک ہزار روپیہ مہر پر حضرت مولوی سید سرور شاہ صاحب نے بعد نماز مغرب ۲۵ر جولائی ۱۹۲۱ء کو خطبہ نکاح پڑھکر [illegible] اعلان کیا۔ والسلام

ناظر امور عامہ قادیان

ولادت

خدا کے فضل سے خاکسار کے ہاں لڑکا ۲۴ر جولائی کو تولد ہوا ہے۔ احباب سے التماس ہے کہ وہ مولود مسعود کے لئے بصدق دل دعا فرماویں۔

خاکسار عزیز الدین جہادونی نوشہرہ

تلاش گمشدہ

سید اصغر علی شاہ احمدی پسر سید محمد شاہ [illegible] کا ایک عرصہ سے کچھ پتہ نہیں کہ کہاں ہیں۔ جس صاحب کو ان کا پتہ ہو۔ بذریعہ ڈاک مطلع فرماویں۔

عاجز سید مبارک علی شاہ احمدی واٹر ورکس لودھیانہ

درخواست دعا

یہاں قریباً دس بارہ احمدی ہیں۔ اور باقی سب غیر احمدی جو یہاں کی احمدی جماعت سے از حد دشمنی رکھتے ہیں۔ تمام احمدی احباب سے ملتمس ہوں کہ انکی ہدایت کے لئے اور ان کے شر سے بچنے کے لئے دعا کریں۔

محمد حنیف طالب علم از مونگھیر

میرے بہنوئی جناب سید احمد صاحب جو اسی ماہ میں احمدی ہوئے ہیں۔ آپ کی زبان میں تھوڑی سی لکنت ہے۔ ان کے لئے دعا کی جائے۔

حسن احمد قریشی سکرٹری انجمن احمدیہ مدراس

نماز جنازہ

میرا لڑکا جس کا نام سلامت اللہ خان تھا۔ ۲۳ر جولائی کو اس جہان سے رحلت کر گیا۔ احباب نماز جنازہ غائب پڑھیں۔

عنایت اللہ خان ڈرافٹسمین ورکشاپ انجینئر آفس [illegible] الہ آباد

۲۸ر جولائی ۱۹۲۱ء کو بوقت شب تقریباً [illegible] بجے ذات جناب محمد سلیمان صاحب [illegible] کا انتقال ہوگیا جو تقریباً ڈیڑھ سال سے کلکتہ میں مقیم تھے۔ جماعت احمدیہ کلکتہ نے ان کی تجہیز و تکفین کی۔ احباب جنازہ غائب پڑھیں۔ مرحوم ایک پرجوش احمدی تھے۔ اللہ تعالیٰ مغفرت کرے۔

محمد امین۔ کلکتہ

اعلان متعلقہ موصیان

موصیان کی خدمت میں کئی بار بذریعہ اعلان اخبار الفضل اور علیحدہ فرداً فرداً بذریعہ خطوط اطلاع دی جاچکی ہے کہ مہربانی فرماکر اپنا بقایا چندہ وصیت عشر آمد یا جس رقم کا زندگی میں ادا کرنے کا وعدہ کیا ہے۔ جلد داخل کرادیں۔ لیکن اب تک بہت کم اصحاب نے اس طرف توجہ کی ہے۔ اور اکثر نے تاحال اپنے وعدہ کو پورا نہیں کیا۔ اس لئے بذریعہ اعلان ہذا ایسے موصیان کی خدمت میں یہ آخری دفعہ اطلاع دی جاتی ہے کہ اپنا اپنا بقایا چندہ عشر آمد وصیت اخیر ستمبر ۱۹۲۱ء سے قبل ادا فرما دیویں۔ ورنہ ماہ اکتوبر ۱۹۲۱ء میں بقایا داران کی فہرست اخبار میں شائع کرکے انکی وصیت کی منسوخی کی بابت رپورٹ کردی جائیگی اور وصایا عدم تعمیل میں داخل دفتر کردی جاوینگی۔

افسر مقبرہ بہشتی۔ قادیان

درخواست اخبار

غیر احمدیوں کے ایک مدرسہ کی طرف سے حسب ذیل درخواست ہمارے پاس برائے اجراء اخبار پہنچی ہے۔ اگر کوئی بھائی اپنی طرف سے اخبار جاری کرا دینگے۔ تو انشاء اللہ بہت مفید ثابت ہوگا۔ اور ان کیلئے ثواب کا باعث۔

جناب ایڈیٹر صاحب الفضل۔ تسلیم۔

[illegible] کی کوشش سے [illegible] مدرسہ اسلامیہ جاری ہوا ہے جس میں قرآن عظیم وغیرہ کی تعلیم دیجاتی ہے [illegible] وغیرہ بھی سمجھایا جاتا ہے۔ ایک مذہبی اخبار کی سخت ضرورت ہے۔ مدرسہ ابھی نیا ہے کسی پرچہ کی قیمت نہیں دے سکتا۔ اگر آپ اپنا اخبار مدرسہ کے نام بلا قیمت ارسال فرماوینگے تو مذہبی معلومات میں حصہ لیکر عنداللہ ماجور ہونگے۔

المشتہر سکرٹری مدرسہ اسلامیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان - ۴ - اگست ۱۹۲۱ء

"امیر شریعت" کے متعلق کشمکش

مسلمانوں نے اس احساس اور اقرار کے ساتھ کہ ان کی حالت یہودیوں کے بالکل مشابہ ہو گئی ہے اور وہ حضرت مسیح اور مہدی کی آمد کا انتظار کرتے کرتے تھک گئے ہیں۔ اعلان کیا کہ ہمیں ایک امام کی ضرورت ہے۔ اور اس تحریک کو عملی جامہ پہنانے کے لئے بہار میں ایک جلسہ منعقد کر کے ایک شخص کو صوبہ بہار کا "امیر شریعت" تجویز کر لیا۔ اور تحریک کی کہ تمام صوبجات ہندوستان میں اسی قسم کے اُمراء ہونے چاہئیں۔ لیکن اس تحریک نے مسلمان علماء میں انشقاق اور اختلاف کا ایک اور باب کھول دیا ہے۔ چنانچہ جہاں وہ لوگ جن کے متعلق کہا جاتا ہے۔ کہ سالہا سال سے اپنی امامت و امارت کے لئے خفیہ کوشش کر رہے تھے۔ اس بات پر زور دے رہے ہیں کہ:-

"احکام شریعت کے اجراء اسلامی جمہوریت و قومیت کے بقاء کے لئے ایک ایسا امیر شریعت کی ضرورت ہے۔ جس کی اتباع تمام مسلمانوں پر واجب ہے۔"

اور یہاں تک کہہ رہے ہیں کہ:-

"اس سے انحراف جماعت مسلمین سے خروج ہے"

وہاں اس کے مقابلہ میں ایسے لوگ بھی کھڑے ہو گئے ہیں جنہیں اپنی علمیت اور مولویت پر بہت بڑا گھمنڈ ہے۔ اور جو اس بناء پر اس کی مخالفت کر رہے ہیں کہ امیر شریعت کو "بیعت" لینا مناسب نہیں۔ چنانچہ مولوی عبد الباری صاحب فرنگی محلی اور مولوی ثناء اللہ امرتسری کی تحریروں سے ہم دکھا چکے ہیں کہ یہ لوگ کس طرح اس کے خلاف آواز اٹھا رہے ہیں۔ اب فرنگی محل کے ایک اور مولوی صبغۃ اللہ صاحب نے اس مسئلہ کے متعلق ایک مضمون ۲۳ جولائی کے "ہمدم" میں لکھا ہے۔ جس میں وہ مسلمان لیڈروں کی رائے کا ان الفاظ میں اظہار کرتے ہیں کہ:-

"یہ بڑی خوشی کی بات ہے کہ ملک کے سنجیدہ اور بے غرض خادمان قوم نے باستثنائے بعض اس کی طرف توجہ نہیں کی ہے۔ اور جہاں تک مختلف صحبتوں میں گفتگو ہوئی ہے۔ اور خیالات کا صحیح اندازہ ہوا ہے۔ میں کہہ سکتا ہوں کہ حضرت مولانا عبد الباری صاحب قبلہ مسیح الملک جناب حکیم اجمل خان صاحب مولانا محمد علی صاحب مولانا شوکت علی اور دیگر قائدین ملت اس تحریک کو مفید اور قابل توجہ نہیں سمجھتے۔ اور حال میں مسلمان لیڈروں کا جو اجتماع بمبئی میں ہوا تھا اسمیں بھی اس تحریک کو ناپسند کیا گیا تھا۔"

اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ یہ لوگ جو اخباری دنیا میں شہرت عظیم رکھتے ہیں۔ اس تحریک کے مخالف ہیں۔ جو مسلمانوں کی فلاح و بہبود کے نام سے بعض لوگوں نے پیش کی ہے۔ باوجود اس کے موافق و مخالف فریق کی طرف سے جو مضامین شائع ہو رہے ہیں۔ ان میں بحث صرف اس بات پر ہو رہی ہے کہ "امیر شریعت" کی بیعت ضروری ہے یا نہیں۔ موافق فریق بیعت کا جواز ثابت کرنے کے لئے زور مار رہا ہے اور مخالف فریق ایسی بیعت کو ناجائز قرار دے رہا ہے اور امیر شریعت کے اختیارات پر بحث کر رہا ہے حالانکہ قابل تصفیہ اور لائق فیصلہ یہ امر ہے کہ آیا "امیر شریعت" کے عہدے اور درجے کا شریعت اسلامیہ میں کہیں نام و نشان بھی پایا جاتا ہے یا نہیں اگر پایا جاتا ہے۔ تو وہیں سے اس کی بیعت اور اختیارات کا بھی پتہ لگ سکتا ہے۔ اور اگر نہیں پایا جاتا۔ تو کسی کا کیا حق ہے کہ اس بدعت کی بنیاد رکھے۔

اسلام ایک کامل مذہب ہے۔ اس لئے کوئی بات ایسی باقی نہیں رہ گئی۔ جس کی اس کے لئے ضرورت ہو اور وہ اسلام میں بیان نہ کی گئی ہو۔ اس بات کو سارے مسلمان تسلیم کرتے ہیں۔ اور اس کا تسلیم کرنا ہر ایک مسلمان کا فرض ہے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ "امیر شریعت" کے نام سے ایک تحریک کی جاتی ہے۔ اس کو اسلام کے قیام اور مسلمانوں کے استحکام کا ذریعہ بتایا جاتا ہے۔ اسے مسلمانوں کی یہودیانہ حالت کو بدل کر پکے مسلمان بنانے کا واحد طریق سمجھا جاتا ہے۔ اس کو الگ رہنے والوں کو "جماعت مسلمین" سے خارج قرار دیا جاتا ہے۔ لیکن اتنا نہیں دیکھا جاتا کہ اسلام میں اس کا کوئی وجود بھی ہے یا نہیں۔ اسلام نے اس کے متعلق کچھ بتایا ہے یا نہیں۔

ان لوگوں کی خود غرضی اور نفسانیت تو ظاہر ہی ہے! جنہوں نے اس بنیادی امر کو نظر انداز کر کے صوبہ وار "امیر شریعت" کے انتخاب کی تجویز کی۔ تاکہ وہ اپنی امامت اور امارت کی بنیاد ڈال سکیں۔ اور اس طرح اپنی دیرینہ آرزو کو پورا کرنے کے قابل ہو سکیں مگر وہ لوگ جو "امیر شریعت" کے متعلق صرف اس کے بیعت لینے یا اس کے اختیارات کے متعلق بحث اٹھا رہے ہیں۔ ان کے متعلق بھی کوئی اچھا خیال دل میں نہیں آتا۔ بلکہ گمان گذرتا ہے۔ کہ وہ منتخب شدہ اشخاص کے اقتدار اور اثر کو حسد کی نظر سے دیکھتے اور اپنے حلقہ اثر کے تنگ یا معدوم ہو جانے کے خیال سے ایسا کر رہے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں اگر عوام ان کو چھوڑ کر "امیر شریعت" کی "بیعت" میں داخل ہو گئے۔ اور ان کی بجائے "امیر شریعت" کے "اختیارات" میں آ گئے۔ تو انہیں کون پوچھیگا ورنہ اگر انہیں یہ خطرہ ہوتا۔ تو وہ بیعت اور اختیارات کے متعلق کچھ نہ کہتے۔ اور امیر شریعت کی تحریک کے ممد اور معاون ہو سکتے۔

اس طرح یہ تحریک نفسانیت کی کشمکش کی نذر ہو رہی ہے۔ اور کوئی یہ نہیں دیکھتا کہ "امیر شریعت" چیز کیا ہے۔ اور اسلام میں اس کا کوئی پتہ و نشان پایا جاتا ہے۔ ہم پورے وثوق اور کامل یقین کے ساتھ کہتے ہیں کہ قرآن کریم اور احادیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

سے نہ تو اس منصب کا کوئی ثبوت ملتا ہے۔ اور اسلام میں اس طریق انتخاب کا کوئی پتہ چلتا ہے یہ ایک خود ساختہ اور خود تراشیدہ نام ہے۔ جو خواہ مخواہ رکھ لیا گیا ہے کیا اس کے موجد "علماء کرام" بتا سکتے ہیں۔ کہ اسلام نے اپنے پیروؤں کے لئے اس منصب پر کسی کو کھڑا کرنے اور اسکو ماننے کا کہیں حکم دیا ہے اگر نہیں اور یقیناً نہیں دیا۔ تو کیا اب اس کی تجویز کرنا اور اسکو اسقدر اہم بتانا کہ جو نہ مانے وہ جماعت مسلمین سے خارج ہو جاتا ہے۔ نئی شریعت وضع کرنا اور اسلام کو نامکمل مذہب ٹھہرانا نہیں ہے۔ کیا اکملت لکم دینکم کی آیت اب منسوخ ہو گئی ہے

اس تحریک نے رونما ہو کر جہاں مسلمانوں کے انشقاق کا تازہ ثبوت بہم پہنچا دیا ہے۔ وہاں یہ بھی ثابت کر دیا ہے۔ کہ مسلمانوں کے دینی راہ نما اصل اسلام کو چھوڑ کر یا بھلا کر نئی شریعت بنانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اور اس سے اپنی بدترین حالت کے درست ہونے کی امید دلاتے ہیں۔

کیا کوئی حقیقت شناس انسان خیال کر سکتا ہے کہ ان علماء کا یہ طرز عمل مسلمانوں کو کوئی فائدہ پہنچا سکیگا۔

آریہ سماج پر ایک الزام

موجودہ پولیٹیکل ہلچل کے متعلق آریہ صاحبان متعدد بار بڑے فخر کے ساتھ کہہ چکے ہیں کہ اس کی بنیاد "سوامی دیانند" کے اصول پر رکھی گئی ہے۔ اور یہ آریہ سماج کی برتری کی ایک دلیل ہے۔ کہ اس کے بانی نے آج سے بہت عرصہ قبل جو کچھ کہا۔ اس کو اب نہ صرف تسلیم کیا جا رہا ہے بلکہ اس پر عمل کرنا ایثار سے بڑا فرض سمجھا جا رہا ہے۔ آریہ صاحبان کے اس دعویٰ میں کہاں تک صداقت کو دخل ہے۔ اس کا پتہ ان تحریروں و تقریروں سے بآسانی لگایا جا سکتا ہے۔ جو موجودہ حالات پیدا ہونے سے قبل کی گئیں۔ جنمیں آریہ سماج کو سیاست سے بالکل الگ اور محض مذہبی پارٹی بتایا جاتا۔ اور سیاسی معاملات سے اپنی علیحدگی ثابت کرنے کے لئے یہانتک کوشش کی جاتی۔ کہ جب لالہ لاجپت رائے صاحب جیسے مشہور و معروف آریہ لیڈر کو گورنمنٹ نے گرفتار کیا تو آریہ سماج کے ذمہ دار اصحاب نے گورنمنٹ پر یہ واضح کرنا چاہا۔ کہ لالہ صاحب کا سماج کو کوئی تعلق نہیں ہے۔ لیکن اب چونکہ وہ زمانہ گذر گیا۔ جبکہ آریہ صاحبان سیاست کے نام سے کانپا کرتے تھے۔ اور پولیٹیکل ہلچل کا دور دورہ ہے۔ اس لئے ان کی طرف سے ایسا دعویٰ کیا جا رہا ہے۔ جس کی تردید میں پہلے وہ سارا زور اور قوت صرف کیا کرتے تھے۔

تاہم ان میں ایسے لوگ بھی ہیں۔ جو اس تبدیلی کو اچھی نظر سے نہیں دیکھتے۔ اور اسے قابل ملامت قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ آریہ اخبار پرکاش ۲۰ر جولائی میں ایک مضمون شائع ہوا ہے۔ جس میں آریوں کو مخاطب کر کے کہا گیا ہے کہ:۔

"آپ لیکچروں میں۔ لیکھوں میں کتابوں میں [illegible] میں۔ مقدموں میں اور مباحثوں میں ہزار بار کہہ چکے ہیں۔ کہ آریہ سماج کا پالیٹکس سے تعلق نہیں۔ مگر آج یہ گردان کرتے پھرتے ہیں کہ موجودہ پولیٹیکل جیون رشی دیانند کی طفیل ہے۔ کیا آپ اس سے سماج پر مکاری کا دوش نہیں لگاتے"

بے شک آریہ صاحبان کے اس طرز عمل سے سماج پر مکاری کا الزام عائد ہوتا ہے۔ لیکن سماج کی حقیقت سے واقف بآسانی سمجھ سکتے ہیں کہ جب معمولی معمولی باتوں مثلاً بیوہ کی دوبارہ شادی نیوگ۔ چھوت چھات ذاتوں کا تبدیل کرنا وغیرہ میں بانی سماج کے بنائے ہوئے اصول پر قائم نہیں رہ سکی تو ایسی پرزور پولیٹیکل ہلچل کے سامنے وہ کس طرح ٹھہر سکتی ہے۔

امریکہ میں قحط اور ہمارا مشن

"آجکل امریکہ میں سخت گرانی کا عالم ہے۔ ضروریات کی ہر چیز کو آگ لگی ہوئی ہے۔ روزگار ملتا نہیں۔ پھر ان طلباء کا جو وطن چھوڑ کر ہزاروں میل اس امید پر آتے ہیں کہ محنت مزدوری کر کے پیٹ بھر لینگے اور علوم حاصل کر لینگے۔ کیا حال۔ ان کی مشکلات کا اندازہ آسانی سے لگ سکتا ہے۔ اگر کوئی ایسے صاحب ہوں۔ تو ان اور ان کے والدین کو حالات موجودہ سے آگاہ کر دیں۔ جو لوگ ہندوستان بیٹھے یہ خواب دیکھتے ہیں کہ امریکہ میں روزگار کی کمی نہیں۔ اور گذارہ کرنا نہایت آسان ہے۔ اپنے خیالات خام کو ترک کر دیں۔ اور موہوم امیدوں پر آنے کا ارادہ نہ کریں۔ یہ ہندوستان نہیں۔ جہاں دو چار پیسہ میں بھوک مٹائی جا سکتی ہو۔ یہاں زر کثیر درکار ہے۔ اور ڈالروں کے بنا بات نہیں"

(پرتاپ ۲۹ر جولائی)

یہ ایک اعلان ہے۔ جو ایک ہندوستانی طالب علم مقیم امریکہ نے اپنے اہل وطن کی اطلاع کے لئے مذکورہ بالا اخبار میں شائع کرایا ہے۔ ہم خیال کرتے ہیں۔ کہ یہ ایک تجربہ کار شخص کا اعلان ہے۔ اسلئے ضرور قابل توجہ ہے مگر ہم اسکو پیش کر کے جس بات کی طرف بالخصوص توجہ دلانا چاہتے ہیں۔ وہ یہ ہے۔ کہ ہمارا ایک مبلغ امریکہ میں مقیم ہے۔ اور کچھ عرصہ میں اس کی مدد کے لئے اور بھی جانیوالا ہے۔ موجودہ حالات میں جب وہاں ایک آدمی کا گذارہ کرنا سخت دشوار ہے۔ تو خیال کیا جا سکتا ہے۔ کہ ایسے مشنری کے لئے جس کا کام دن بدن بڑھ رہا ہے۔ اور جو زیادہ سے زیادہ آدمیوں تک اپنی مساعی کو وسیع کرنے میں لگا رہتا ہے۔ انکو کس قدر اخراجات کی ضرورت ہو گی۔ اور اگر اس کی پوری طرح مدد نہ کی جائیگی۔ تو کیسے مشکلات میں ہو گا۔ اب تو معلوم ہوا ہے۔ کہ جناب مفتی صاحب نے تبلیغی رسالہ بھی جاری کر دیا ہے۔ اس کے لئے بھی اخراجات کی ضرورت ہے۔ ان حالات کو پیش کر کے نیز سلسلہ کے دوسرے کاموں کی طرف توجہ دلا کر ہم اپنی جماعت سے توقع رکھتے ہیں کہ وہ اپنے اموال کو خدا تعالیٰ کی راہ میں پہلے سے زیادہ فراخ دلی کے ساتھ صرف کریگی۔ اور اپنے بڑھتے ہوئے کام کو نہ صرف کسی قسم کا ضعف پہنچنے سے بچائیگی۔ بلکہ اسے اور زیادہ وسیع کریگی۔

سناتنی ہندوؤں میں بیوہ کی شادی

زمانہ سب سے بڑا اُستاد ہے جو لوگوں سے ایسی ایسی باتیں بلا چون وچرا منوا لیتا ہے جنہیں کسی وقت وہ سننے کے لئے بھی تیار نہیں ہوتے اور جن کے ذکر پر غیظ وغضب سے کانپنے لگ جاتے ہیں۔ کون نہیں جانتا۔ کہ ہندوؤں میں بیوہ کی شادی قطعاً ناجائز ہے۔ اور ہندو دہرم کی مقدس پستکیں اس کے سخت خلاف ہیں۔ لیکن زمانہ نے آخران سے بھی تسلیم کرا ہی لیا ہے۔ کہ عورتوں کے اس قابل رحم گروہ پر ان کی طرف سے جو ظلم وستم ہوتا چلا آیا ہے اسے آیندہ جاری نہیں رہنا چاہیئے۔

یہ درست ہے۔ کہ اس ظلم کا پورا انسداد تو ایک لمبے عرصے کے بعد ہی ہندوؤں کے سارے حلقہ میں ہوسکیگا لیکن اس میں شک نہیں کہ اس کام کی بنیاد رکھی جارہی ہے۔ چنانچہ آریوں میں نہیں۔ بلکہ سناتنیوں میں بیوہ کی شادی کی تازہ مثال پرکاش کے ایک نامہ نگار نے حسب ذیل شائع کرائی ہے کہ:-

تاندلیانوالہ میں ایک پنڈت دولت رام نام نے اپنی سگی بھاوج سے پنرواہ کیا ہے"

اور اس کے ساتھ یہ بھی لکھا ہے کہ پنڈت مذکور کے دوسرے رشتہ دار بھی اس کام میں بخوشی شریک ہوئے

آریہ سماج اور بیوہ کی شادی

اس کے متعلق پرکاش لکھتا ہے کہ:-

" ہم جاننا چاہتے ہیں کہ سناتن دہرمی اخبارات اس بواہ کے متعلق کیا کہتے ہیں۔ ان کا شاستر اس بات کی اجازت دیتا ہے اگر نہیں دیتا۔ تو کیا وہ پنڈت دولت رام کو برادری سے خارج کرنے کو تیار ہیں۔ اگر نہیں تو کیوں"

(پرکاش ۱۷ر جولائی)

پرکاش کو سناتنی اخبارات کوئی جواب دیں یا نہ دیں۔ لیکن ہم یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتے۔ کہ اس کے لئے یہ سوال کرنا اسوقت زیادہ مناسب ہوتا۔ جبکہ وہ خود اسی قسم کے سوال کا کوئی جواب دے سکا ہوتا ٭

آریہ سماج اور سناتنی ہندوؤں میں جو امتیاز ہے وہ یہی ہے۔ کہ اول الذکر سوامی دیانند کے احکام کو اپنے لئے واجب العمل سمجھتے ہیں اور موخر الذکر [illegible] اگر یہ ثابت ہو جائے۔ کہ سوامی دیانند نے بھی بیوہ کی شادی کی اجازت نہیں دی۔ بلکہ اس کی خاص طور پر ممانعت کی ہے۔ تو اس بارے میں آریوں اور سناتنیوں کی پوزیشن بالکل ایک جیسی ہوجائیگی۔ اس کے لئے ہم سوامی جی کی مایہ ناز کتاب ستیارتھ پرکاش کا ایک حوالہ پیش کرتے ہیں۔ جو یہ ہے:-

" برہمن۔ کھشتری اور ویس ورنوں میں کھشت یونی عورت اور کھشت یونی مرد (جن کی مجامعت ہوچکی ہو) کا پنر وواہ (مکرر بیاہ) نہ ہونا چاہیئے"

(چہارم ایڈیشن صفحہ ۱۳۰)

اس سے ظاہر ہے۔ کہ سوامی جی نے بیوہ کے مکرر بیاہ کی ممانعت کردی ہے۔ اور اس کے مقابلہ میں یہ اجازت دی ہے کہ:-

" اگر (رنڈوا مرد یا بیوہ عورت) برہمچریہ نہ رکھ سکیں۔ تو نیوگ کر کے اولاد پیدا کرلیں"

ان احکام کے ہوتے ہوئے آریہ صاحبان کا بیوہ کی شادی کرنا بھی ایسا ہی قابل اعتراض ہے جیسا کہ سناتنیوں کو پرکاش نے سمجھا ہے۔ اور ہم متعدد بار آریہ اخبارات کے سامنے اس اعتراض کو پیش کر کے جواب کا مطالبہ کرچکے ہیں۔ جس کو کبھی پورا نہیں کیا گیا۔

کیا پرکاش اب توجہ کریگا۔ اور بتائیگا کہ آریوں میں جو بیوہ کی شادی کی جاتی ہے۔ اس کی اجازت انہیں سوامی دیانند نے دی ہے۔ اگر نہیں دی تو کیا ایسے لوگوں کو جنہوں نے بیوہ کی شادی کی یا شادی کرنے کے حامی ہیں۔ آریہ سماج سے خارج کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اگر نہیں کیوں؟

57

سری کرشن جی اور مسٹر گاندھی

اخبار وراٹ گوجرانوالہ مورخہ ۱۴ر جولائی ۱۹۲۱ء میں ایک مضمون [illegible] مہاتما گاندھی کی مہانتا" چھپا ہے۔ جس میں ایڈیٹر صاحب نے مسٹر گاندھی کو سری کرشن بھگوان کی بھگوت گیتا کی پیشگوئی کا مصداق ٹھیرانے کی کوشش کی ہے۔ یعنی جب کبھی ضرورت پڑتی ہے۔ وہ اوتار لیتے ہیں مگر مدعی سست گواہ چست کی مثال اس پر صادق آتی ہے۔ کیونکہ پچھلے دنوں لالہ لاجپت رائے نے بمبئی کے ایک لیکچر میں کہا کہ مہاتما گاندھی نے عدم تعاون کی تحریک الہام کی بنا پر کی۔ لیکن جب پریزیڈنٹ انجمن احمدیہ کلکتہ نے ایک کھلی چٹھی کے ذریعہ مسٹر گاندھی سے دریافت کیا تو انہوں نے اس سے انکار کردیا۔ مگر افسوس ہے کہ بعض ہندو پھر بھی انہیں اس مقام پر پہنچانا چاہتے ہیں۔ جس کا نہ صرف انہوں نے کبھی دعویٰ [illegible] اپنے اخبار ینگ انڈیا میں وہ یہاں تک لکھ چکے ہیں کہ:-

" میں اسے کفر سمجھتا ہوں کہ مجھے سری کرشن سے تشبیہ دی جائے۔ میں تو ایک ناچیز کارکن ہونے کا دعویٰ کرتا ہوں۔ اور ایک بڑے مقصد کے لئے بہت سے کام کرنیوالوں سے کسی طرح بھی اپنے آپ کو زیادہ خیال نہیں کرتا"

(امیندے ماترم ۱۷ر جولائی)

پس جب مسٹر گاندھی یہ پسند ہی نہیں کرتے کہ انہیں سری کرشن جی سے مشابہت دی جائے۔ تو پھر ان کو گیتا کی پیشگوئی کے ماتحت اوتار قرار دینا خواہ مخواہ زبردستی ہے۔

اس ناجائز خوش اعتقادی کو ترک کر کے ہمارے ہندو بھائیوں کو اس عظیم الشان انسان کے دعویٰ پر غور کرنا چاہیئے۔ جس نے اس زمانہ میں خدا تعالیٰ کے الہام کی بنا پر کرشن ہونے کا دعویٰ کیا۔ یعنی حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کے متعلق ٭

خطبۂ جمعہ

اپنی اپنی قدر میں رہو

از مولانا مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب

۲۸ جولائی سنہ ۱۹۲۱ء

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا کہ

میں نے پچھلے جمعہ کہا تھا کہ اگر موقعہ ملا تو انشاء اللہ وہ باتیں بتاؤنگا جن سے بچنا چاہیئے مگر آج مجھے زکام کی شکایت ہے اسلئے میں زیادہ دیر تک بول نہیں سکتا۔ وہ باتیں تو آئندہ بتاؤنگا۔ آج ایک اور ضروری بات بتاتا ہوں۔

قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہر چیز کیلئے خداتعالےٰ نے ایک قدر اور اندازہ مقرر فرمایا ہے [illegible] خداوند کریم نے انکو دی ہے۔ لیکن بعض انسان ان امور میں اپنی قدر سے تجاوز کرکے آگے بڑھ جاتے ہیں جو ان کے اختیار میں ہوتے ہیں۔ جب وہ خدا کے اندازے سے بڑھنے کی کوشش کرتے ہیں تو وہ دکھ اٹھاتے ہیں نہ صرف دنیا میں ہی بلکہ آخرت میں اس سے بھی بڑھکر سخت دکھ اٹھائینگے۔

ہمارے پیشواؤں میں حضرت خلیفۃ المسیح اول رض [illegible] ہے کہ ان کے ایک استاد جناب مولانا مولوی عبدالقیوم صاحب بھوپالوی تھے۔ جو کہ بڑے پایہ کے اہل اللہ میں سے تھے۔ آپ جب انسے رخصت ہونے لگے۔ اور کہا کہ مجھے کوئی نصیحت فرمائیے جس پر کاربند ہونے سے مجھے سکھ ملے۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ میاں۔ خدا اور رسول نہ بننا سکھ میں رہوگے۔ اور دریافت پر آپنے اسکی تفسیر فرمائی کہ یہ خدا ہی کی شان ہے۔ کہ جو وہ چاہتا ہے وہ ہوجاتا ہے۔ مگر انسان اپنی ہر ایک خواہش کو پورا کرنا چاہتا ہے اور اگر کوئی پوری نہ ہو تو اس پر غصہ کرتا ہے تو اپنی انسانی قدر کو چھوڑ کر خدائی شان کا دعویدار بنتا ہے لہذا وہ دکھ اٹھائیگا۔

اسیطرح رسول کی شان ہوتی ہے کہ اسکی ہر ایک بات براہ راست واجب الاتباع ہوتی ہے۔

پس جو شخص لوگوں سے اس لئے بگڑتا ہے کہ جو اس نے کہا تھا۔ وہ کیوں نہیں مانا گیا۔ تو وہ اپنی حیثیت سے نکلکر رسول کی شان اختیار کرتا ہے اسلئے یہ بھی دکھ اٹھائیگا۔ اسیطرح اگر دو شخص آپس میں لڑ رہے ہوں اور تیسرا شخص آجائے اور وہ بیچ بچاؤ کرنے لگے لیکن جب کامیاب نہو تو ایک کو مجرم اور ظالم خیال کرکے اسکو مارتا اور سزا دیتا ہے تو وہ اپنی رعیتانہ حیثیت سے تجاوز کرکے شاہانہ یا حاکمانہ شان اختیار کرتا ہے جو کہ اسکو حاصل نہیں اسلئے دونوں جہانیں یہ دکھ اٹھائیگا۔ وہ فریق جسکو اسنے مجرم سمجھا ہے (ظالم ہو یا نہ ہو پر یہ ضرور ہی ظالم بن چکا ہے۔

بعض لوگ نہ مولوی ہوتے ہیں نہ مفتی نہ ان کو کسی نے قاضی بنایا جاتا ہے مگر جب کوئی بات انکے سامنے ہو تو فوراً خود بخود مولوی مفتی اور قاضی بن بیٹھتے ہیں۔ اپنی شان اور حیثیت کو بھول جاتے ہیں۔ اور فتنہ اور فساد کے موجب بنتے ہیں اور خود ہی دکھ اٹھاتے ہیں۔

اسیطرح جب کوئی مقرر شدہ قاضی شریعت کے مطابق کسی جھگڑے کا فیصلہ سناتا ہے تو فریقین میں سے مغلوب اور اس کے دوست و یار اور بعض اوقات مفتی شخص قاضی نہیں بلکہ قاضی القضاۃ بنکر اس فیصلہ کو غلط ثابت کرنیکے لئے کبھی کچھ کہتے ہیں اور کبھی کچھ۔ بلکہ بعض اوقات تو قاضی صاحب کی نیت پر حملہ کر دیتے ہیں جسکا انکو نہ علم ہے اور نہ حق ہے اور کہہ دیتے ہیں۔ کہ جی فلاں کی سفارش ہوگئی وغیرہ ذالک۔

پس یہ لوگ بھی اپنی قدر سے تجاوز کرکے دونوں جہان کے دکھ کو اپنے لئے مہیا کرتے ہیں۔

وہ لوگ جو شریعت کے فیصلہ کے ماننے سے انکار کرتے ہیں۔ اس سے اندیشہ ہوتا ہے کہ انکے دل میں شریعت کی قدر نہیں۔ اور شریعت کی قدر نہ ہونا بہت بڑے خطرہ کی خبر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں رسول کریم کو مخاطب کرکے فرماتا ہے۔ فلا وربک لا یؤمنون حتی یحکموک فیما شجر بینھم ثم لا یجدوا فی انفسھم حرجا مما قضیت ویسلموا تسلیما۔ (پارہ پنجم رکوع ششم) کہ انسان مومن ہی نہیں ہو سکتا جب تک شریعت سے فیصلہ نہ کرائے۔ اور پھر اس فیصلہ سے دل میں رنجیدہ نہ ہو بلکہ اسکو نہایت خندہ جبینی سے تسلیم نہ کرلے۔ میں اس سے زیادہ بول نہیں سکتا لیکن پھر بھی کہتا ہوں کہ شریعت کے فیصلہ کے انکار کے یہ معنے ہیں کہ انکار کرنیوالے کے دلمیں شریعت کی عظمت نہیں مگر جیسا کہ میں نے پہلے بتایا تھا۔ جو لوگ خدا اور اسکی شریعت کو بھلا دیتے ہیں۔ ان کو ان کی جانیں بھلا دی جاتی ہیں۔ اور چوتھے اور پانچویں طرح اپنی اشرف المخلوقیت سے خالی الذہن ہوکر ذلیل ترین سے بھی اپنے آپکو ذلیل یقین کر لیتے ہیں۔ اور ہماری مثال تو ابھی یہ ہے کہ کے آمدی و کے پیر شدی ابھی تو ہمیں شریعت کے مطابق عمل کرنا اور خدا کے انعامات حاصل کرنا ہے۔ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ خدا کے سب وعدہ سچے ہیں۔ وہ ضرور پورے ہونگے۔ لیکن افسوس ہوگا اگر ہم ان انعامات کے وارث نہوں۔ کیونکہ یہ کتنی بدقسمتی ہوگی کہ گالیاں کھانے اور برادریوں سے الگ ہونے والے تو ہم ہوں۔ اور انعام پانیوالے دوسرے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ خداتعالےٰ کی نظر میں ہماری ہجرت جو خدا ہی کے فضل سے ہے اور برادریوں سے الگ ہونا کچھ حقیقت نہیں رکھتا۔ اگر ہمارا شریعت کے مطابق عمل نہ ہو۔

پس چاہیئے کہ ہم میں سے ہر ایک اپنی حیثیت میں رہے جو مدرس ہے اسکو مدرس رہنے دو۔ جو قاضی اور مفتی ہے اسکو قاضی و مفتی رہنے دو جو امیر یا کوئی اور عہدہ رکھتا ہے اسکو وہ رہنے دو اور ہم کو چاہیئے کہ ہم جس حیثیت میں ہیں اسی میں رہیں اور دوسرے کے معاملے میں دخل نہ دیں۔ ہاں جب ہمیں خدا بڑا بنائے تو بڑھیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم اس پر عمل کریں۔

حیات فردیہ و حیات اجتماعیہ پر ایک انتقادی نظر

(نمبر ۶)

(از جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب)

اب میں اصل مقصد کے قریب قریب آگیا ہوں ۔ اور یہ سوال اٹھاتا ہوں ۔ کہ وہ کیا قوت ہے ۔ جو حیات فردیہ کو حیات اجتماعیہ کی خاطر حیات اجتماعیہ میں قربان کردے کیا خود فرد بشر کے نفس میں کوئی ایسا فطرتی تقاضا ہے کوئی ایسی قوت جاذبیت ہے ۔ جو اسے خود بخود حیات اجتماعیہ کی قربانگاہ پر ذبح کرنے کے لئے لے آئے ۔ جب حیات فردیہ کے تکامل اور سلامتی کے لئے یہ ضروری ہے ۔ کہ وہ جماعت میں داخل ہوکر اپنی فردیت یا ذاتیت کو جماعت کے لئے صرف کردے ۔ تو ضرور ہے ۔ کہ پروانہ شمع کی طرح اس میں بھی کوئی محبت کوئی عشق کوئی جاذبہ ہو ۔ جو اس کو عالم خودی میں سرگرداں کرتا ہوا عالم بے خودی میں ڈال دے ۔ کیا انسان کی دنیاوی زندگی کی خواہشات میں کوئی ایسی خواہش ہے ۔ جو چاہتی ہو کہ وہ اجتماع کے لئے اپنے آپ کو ملیامیٹ کردے ۔ ہاں یہ خواہش ہر ایک میں ہے ۔ کہ وہ جس جس اجتماع میں ہو ۔ وہ اجتماع عمدہ مہذب ۔ ترقی یافتہ اجتماع ہو ۔ مگر یہ خواہش کبھی بھی اپنے اندر یہ قوت نہیں رکھتی کہ ایک فرد کو اس کی اپنی فردی زندگی ، اجتماعی زندگی کی خاطر قربان کرنے کے لئے اکسائے اور آمادہ کرے ۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ آپ اپنے اپنے نفسوں کو ٹٹول ٹٹول کر دیکھ لو کہ باوجود ہمارے اندر اس خواہش کے ہونے کے ہم میں سے کوئی بھی اجتماع کی خاطر خوشی سے دکھ درد اٹھانے کے لئے طیار نہیں ۔ یہ اس بات کی ایک دلیل ہے کہ انسان کی خود فردیت میں یعنی اس کی حیات دنیا کی خواہشات میں کوئی بھی ایسی خواہش نہیں ۔ جو فرد کو اپنی فردیت کی موت پر راضی کردے ۔ بلکہ اس کے برعکس حیات دنیا کی ساری کی ساری خواہشات اور شہوات کو ایک ایک کرکے لے لو ۔ اور ان کا غور و خوض سے مطالعہ کرو ۔ تو یہ آپ کو معلوم ہوگا کہ ان کا فطرتی تقاضا یہی ہے کہ فردیت یعنی حیات دنیا کو ہی قائم رکھا جائے ۔

حرص اور سیر نہ ہونا حیات دنیا کی ہر ایک خواہش کی گھٹی میں پڑا ہوا ہے ۔ اس کا لازمہ طبعی ہے ۔ انسان کھاتا ہے اور چاہتا ہے کہ اور کھائے ۔ عمدہ عمدہ کھانے اسکو ملتے ہیں ۔ اور چاہتا ہے اور عمدہ عمدہ کھانے ملیں پیتا ہے اور چاہتا ہے کہ اور پیئے اور عمدہ سے عمدہ پینے کو ملے ۔ اور چاہتا ہے کہ اسے اور عمدہ سے عمدہ پہننے کو ملے ۔

ایسا ہی انسان کی حیات دنیا کی ہر ایک شہوت اپنی زبان کو باہر نکالے ہوئے زبان حال سے یہ کہہ رہی ہے اور آئے اور ملے ۔ قرآن حکیم نے حیات دنیا کی اس خواہش کو کیا عمدہ مثال میں واضح کیا ہے ۔

واتل علیہم نبأ الذی آتینٰہ آیٰتنا فانسلخ منہا فاتبعہ الشیطٰن فکان من الغاوین ۔ ولو شئنا لرفعنٰہ بہا ولکنہ اخلد الی الارض واتبع ھوٰہ فمثلہ کمثل الکلب ان تحمل علیہ یلہث او تترکہ یلہث ذٰلک مثل القوم الذین کذبوا باٰیٰتنا فاقصص القصص لعلہم یتفکرون

یعنے ہوا و ہوس کے پرستار کی مثال اس کتے کی سی ہے جس کی زبان حرص ہر حالت میں باہر نکلی ہوئی ہوتی ہے ۔ (خواہ اسے مارکر ہٹاؤ یا نہ مارو ۔ اس کی حریصانہ آنکھیں اس امید میں تمہاری طرف لگی رہینگی کہ شاید کوئی ٹکڑا مل جائے) ہو بہو اسی طرح انسان کی دنیاوی زندگی کی جتنی کہ خواہشیں ہیں ۔ انہیں یہ ایک ضروری خاصیت پائی جاتی ہے کہ سیر نہیں ہوتیں ۔ بلکہ جتنا کہ ان کے مقتضیات پوری ہوتی ہیں اتنا ہی وہ اور چاہتی ہیں ۔ حیات الدنیا کی شہوات کا یہ حرص لا محدود ہے ۔ جس نے عالم میں یہ جنگ و جدال یہ خونریزی اور یہ قسما قسم کے شر برپا کر رکھے ہیں ۔

اسلئے بالکل درست ہوگا ۔ اگر میں یہ کہوں کہ انسان کی حیات فردیہ میں کوئی ایسی خواہش نہیں ملتی ۔ جس کا لازمی نتیجہ یہ ہو کہ انسان اجتماعی قربانی کے لئے طیار ہو جائے بلکہ اس کے برخلاف اس کی ساری خواہشات کا قبلہ صرف ایک طرف ہے ۔ یعنی یہ کہ حیات فردیہ ہی جس طرح کہ بن سکے ۔ قائم رہے ۔ اور اس کی ساری کی ساری خواہشات جس قدر زیادہ اور جس قدر عمدہ پوری ہو سکیں ۔ پوری ہوں حیات الدنیا میں تو کوئی ایسی جاذبیت نہیں جو اسکو حیات اجتماعی کی خاطر قربان کردے ۔ ممکن ہے ۔ کہ حیات اجتماعیہ میں کوئی قوت ہو ۔ جو فرد کو اپنی خاطر اپنے اندر سمیٹ لے ۔ لیکن میں نے بڑا غور کرکے دیکھا ہے ۔ مجھے اس میں بھی کوئی ایسی قوت نہیں ملی ۔ جو حیات فردیہ میں اجتماعی قربانی کے لئے کسی قسم کی خواہش اور رغبت پیدا کرسکے ۔ میں نے موجودہ جنگ کے واقعات کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے ۔ گولیوں کی بوچھاڑ میں بھی رہا ہوں ۔ بڑے بڑے فوجی افسروں سے بھی تعارف پیدا کیا ہے ۔ اور ان کے ساتھ رہا ہوں ۔ چھوٹے سے چھوٹے فوجی سپاہی سے بھی میل ملاپ رکھا ہے ۔ ان کی باتیں خوب سنی ہیں ۔ ان کی خواہشات کا مطالعہ کیا ہے ۔ ان کے اعمال کو بھی جانچا ہے ۔ مجھے تو اگر کچھ معلوم ہوا تو صرف یہ معلوم ہوا ہے ۔ کہ قاہری حکومت نے انہیں ہر طرف پکڑ جکڑ کر مجبور کیا ہوا تھا ۔ کہ وہ جنگ میں شریک ہوں ۔ وہ جنگ میں شریک ہوئے ۔ اس لئے نہیں کہ ان کے نفسوں کے اندر کسی اجتماعی قربانی کی خواہش پیدا ہوئی تھی ۔ بلکہ اس لئے کہ وہ ایک طرف سے حکومت کے ظلم و ستم سے ڈرتے تھے ۔ اور دوسری طرف انہیں امید تھی ۔ کہ ممکن ہے ۔ کہ ہم جنگ میں نہ مریں ۔ گو پہلے انہیں چھوٹنے کی کوئی امید نہ تھی ۔ لیکن جنگ میں اتفاقاً بچ جانے سے انہیں ایک امید لگی ہوئی تھی ۔ اس لئے انہوں نے لڑنا قبول کیا ۔ اور محض اپنے حیات فردیہ کی خاطر لڑے نہ کسی اجتماعی قربانی کی خاطر ۔

میں نے بڑے بڑے جنگجو بہادروں کے قصے بھی

سُنتے سُنئے ہیں۔ یہ غلط ہے کہ حیات اجتماعیہ نے ان کے نفسوں میں کسی اجتماعی قربانی کی خواہش پیدا کر دی تھی۔ نہیں بلکہ ان کی اپنی نفسانیت اور فردیت کی امنگیں تھیں۔ جو انکو آبادی سے باہر نکال لے گئی تھیں۔ ان کی اپنی خواہش تھی۔ جنہوں نے انہیں قتل و خونریزی۔ ظلم و غارتگری پر تُلا دیا تھا۔ وہ ان کی اپنی فردیت کی ہوا و ہوس اور ان کی حرصیں تھیں۔ جنہوں نے ان کو میدان کارزار میں للکارا ہوا تھا۔ وہ حیات دنیا کے بغض و کینے تھے جنہوں نے انہیں آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ خونخوار اژدہاؤں کی طرح لپٹا دیا ہوا تھا۔ حیات اجتماعیہ نے براہ راست ان کی حیات فردیہ میں کوئی کسی قسم کی تحریک پیدا نہیں کی ہوتی تھی۔ جس کے سبب سے وہ اپنے آپ کو حیات اجتماعیہ کی خاطر قربان کر رہے تھے۔ ممکن ہے کہ مشیت الٰہی یہ ہو۔ کہ انکی حیات فردیہ حیات اجتماعیہ کے بقا کے لئے قربان ہو جائے۔ مگر ان کی اپنی خواہش یہ نہیں تھی۔ بلکہ ولولا دفع اللہ الناس بعضہم ببعض کی قضا و قدر کے ماتحت وہ مجبور و مضطر تھے۔

میں مختلف اجتماعوں میں رہا ہوں۔ ہندوستان کے بُرے سے اچھے اجتماع میں رہا۔ مصر کے عمدہ سے عمدہ اجتماع میں رہا۔ عربوں کے اعلیٰ سے اعلیٰ اجتماع میں رہا اور خوب رہا اور ترکوں کے اعلیٰ سے اعلیٰ اجتماع میں رہا اور خوب رہا۔ جرمنوں میں رہا اور عزت سے رہا۔ انگریزوں میں رہا اور عزت سے رہا۔ یونانیوں سے ملا۔ رومانیوں سے ملا اور روسیوں سے ملا۔ اور امریکہ والوں سے ملا اور اچھی طرح ملا۔ اور افریقہ کے مختلف قسم کے باشندوں سے ملا اور اچھی طرح ملا۔ ایک دن نہیں دو دن نہیں بلکہ مدت تک ان سے ملتا رہا۔ اور جس جس اجتماع میں رہا۔ وہ ظاہر دیکھنے میں تو اچھا مہذب اور ترقی یافتہ اجتماع تھا۔ اس قدر جماعتوں کے درمیان رہنے سے جس نتیجہ پر میں پہنچا ہوں وہ یہ ہے۔ کہ حیات اجتماعیہ میں کوئی بھی ایسی بات نہیں کہ جس کی خاطر میں اپنی حیات فردیہ کو خواہ مخواہ منیعت میں ڈالوں۔ بلکہ ان اجتماعوں کے افراد کے ساتھ جوں جوں میں ملتا گیا۔ توں توں ان کے حرکات و سکنات ان کے کینوں اور بغضوں ان کے پوشیدہ حسد دل اور کمینگیوں اور ان کے جھوٹوں اور فریبوں ان کی چاپلوسیوں اور ظاہر داریوں سے نفرت کرتا گیا اور ہر وقت یہی دل میں آتا کہ بہتر ہے کہ میں انکو چھوڑ کر گوشہ نشینی اختیار کر لوں۔ گوشہ نشینی اختیار کر لوں۔ اور اس طرح ان کے زہریلے اثر والی سے اپنی حیات فردیہ کو الگ کر کے محفوظ و صحیح سالم رکھوں یہ وہ اثر ہے۔ جو ایک فرد۔ اجتماع میں رہ کر اپنی حیات فردیہ کے لئے محسوس کرتا ہے۔ گویا دوسرے الفاظ میں یوں کہنا چاہیئے۔ کہ اجتماع فرد انسان میں اجتماعی قربانی کی رُوح نہیں پھونکتا۔ بلکہ اس کے برخلاف اُکی فردیت کو کماحقہٗ قائم کرنے کے لئے اسباب محرکات اپنے اندر رکھتا ہے۔

ممکن ہے کہ میں اپنے عزیز و اقربا کی مخالفانہ حرکات و سکنات پر صبر کر کے ان کے ساتھ شفقت اور احسان کا برتاؤ کروں۔ اور یہ بھی ممکن ہے۔ کہ میں اپنی حیات الدنیا کی پونجی کو اُن کی خاطر قربان کرنیکے لئے طیار ہو جاؤں۔ مگر اجتماع بشری کے دوسرے افراد جو مجھے آئے دن نئے نئے دکھ اور تکلیف دیتے ہیں۔ مجھ سے حسد کرتے ہیں۔ میرے لئے زوال نعمت اور وبال جان کی تمنا رکھتے ہیں۔ مجھ سے اگر کوئی قابل ذکر کارنامہ صادر ہوتا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ اتفاق ہو گیا یا اس کے لئے عجیب عجیب توجیہیں نکالتے ہیں۔ اور اگر مجھ سے کوئی غلطی سرزد ہوتی ہے۔ خواہ وہ سہواً ہی کیوں نہ ہو۔ تو وہ شور قیامت برپا کر دیتے ہیں۔ کہ دیکھا کتنا بد معاش آدمی ہے مجھ سے سیدھی بات پر بگڑ بیٹھتے ہیں۔ راستی اور استقامت اور صاف گوئی کے دشمن ہو جاتے ہیں میری مصیبت پر خوش ہوتے ہیں۔ اور میری خوشحالی پر رنجیدہ دل۔ ایسوں کی خاطر میں کیوں اپنی جان ہلاک کر دوں۔ یہ ہے وہ تحریک اور خواہش جو اجتماع میرے نفس میں پیدا کرتا ہے اور غالباً ہر ایک میرے ساتھ متفق ہو گا۔ کہ جو شخص یہ کہتا ہے۔ کہ وہ اجتماع کی خاطر اپنی نفسی قربانی کرنے کے لئے طیار ہے۔ غلط کہتا ہے۔

غرض میں نے بہت غور کیا ہے نہ تو مجھے حیات فردیہ نہ ہی حیات اجتماعیہ میں کوئی ایسا محرک ملا ہے جو مجھے حیات اجتماعیہ کی خاطر میری حیات فردیہ کے قربان کرنے پر راضی کر دے۔ حالانکہ میں جانتا بھی ہوں اور خوب سمجھتا بھی ہوں۔ کہ حیات اجتماعیہ کا حق تو یہی ہے کہ اس کی خاطر حیاتِ فردیہ قربان ہو جانی چاہیئے۔ میری حیات فردیہ کا جیسا کہ میں اُوپر بیان کر چکا ہوں یہی تقاضا ہے۔ اور حیات اجتماعیہ کا بھی یہی تقاضا ہے۔ اور میں یہ سب کچھ اپنے دل میں محسوس کرتا ہوں لیکن باایں ہمہ میرے نفس میں کسی عملی قربانی کے لئے کوئی حرکت پیدا نہیں ہوتی۔ میری حیات دنیا کی خواہش بھی مجھے میری اپنی ذات فردانہ کو قائم رکھنے کے لئے کھینچ رہی ہے۔ اور حیات اجتماعیہ کے موجودہ حالات بھی مجھے اسی نقطۂ فردیت کی طرف دھکیل رہے ہیں۔ اس میں کیا راز ہے۔ کیا بھید ہے۔ کیا وجہ ہے کہ میری دونو قسم کی زندگیوں میں یعنی حیات فردیہ اور حیات اجتماعیہ میں ایک شدید ضرورت کے محسوس ہوتے ہوئے بھی اس ضرورت کے مہیا کرنے کے لئے ان دونو ہی زندگیوں میں کوئی سامان موجود نہیں۔ کیا یہ تعجب کی بات نہیں۔ کہ ہمیں یہ عقلاً و فکراً محسوس ہو رہا ہے کہ حیات فردیہ حیات اجتماعیہ کیلئے قربان ہو جانا چاہیئے۔ مگر جب ہم حیات فردیہ اور حیات اجتماعیہ کی اندرونہ طبیعت کا مطالعہ کرتے ہیں تو نتیجۃً یہ معلوم ہوتا ہے کہ حیات فردیہ کا بھی یہ تقاضا ہے کہ وہ خود قائم رہے۔ اور حیات اجتماعیہ کے حالات بھی اسی کے قائم کرنے کے لئے ممد و معاون ہیں۔ اسمیں کیا حکمت ہے۔

حکمت اسمیں یہ ہے کہ ایک اور عظیم الشان حیات کُل ہے۔ جو یہ مطالبہ کر رہی ہے کہ جس طرح حیات فردیہ کی بقا یہی ہے کہ وہ حیات اجتماعیہ میں سمٹ جائے۔ ایسا ہی انسانی سارے زندگی کا دار و مدار خواہ اس زندگی کا مظہر حیات فردیہ ہو یا حیات اجتماعیہ یا خواہ اس کا نام وسیع معنوں میں حیات الدنیا ہی ہو۔ اس بات میں ہے کہ وہ اس حیات کل کیلئے قربان ہو جائے۔ پیشتر اس کے کہ میں اسکی تفصیل کروں۔ اس کی نسبت یہ ایک سرسری نظر

جلسہ سالانہ کے متعلق ضروری اعلان

صدر انجمن احمدیہ کا منشاء ہے۔ کہ جلسہ کیلئے ابھی سے تیاری شروع کردی جائے۔ چنانچہ مینے الفضل مورخہ ۵/۲۱ ۔ ۳۰ کو ضروری اشیاء کی فہرست شائع کردی ہے۔ اس فہرست کے شائع ہونیکے بعد قادیان کے احمدی احباب نے بہت سی اشیاء کا وعدہ کیا ہے۔ مگر باہر سے جیسا کہ توقع تھی۔ ایسی کامیابی نہیں ہوئی احباب کو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ یہ خرچ بہرحال آپ ہی نے دینا ہے۔ اس لئے بجائے اس کے کہ آپ عین جلسہ کے موقع پر نقد امداد دیں اور ہم وقت کی تنگی کیوجہ سے مہنگی اور ناقص اشیاء خریدیں۔ یہ کیوں نہ کیا جاوے کہ آپ صاحبان ابھی سے امداد بصورت اشیاء مرحمت فرمادیں۔ احباب کو تاکیداً عرض کرتا ہوں۔ کہ وہ فہرست شائع شدہ کو پھر دوبارہ غور سے پڑھیں اور مجھے اطلاع فرمادیں۔ کہ وہ ان اشیاء میں کونسی چیز دے سکتے ہیں۔ یا کس چیز میں سے حصہ لیسکتے ہیں۔ جسطرح قادیان کے احباب نے کافی حصہ لیا اسی طرح باہر سے بھی بعض بعض احباب نے توجہ کی ہے۔ مثلاً بابو عبدالحکیم صاحب سٹیشن ماسٹر اپشا درجات ہوشیار پور۔ اور جناب سید محمد حسین شاہ صاحب سب اسسٹنٹ سرجن کوہاٹ۔ شاہ صاحب موصوف نے پانچسو من پختہ کٹی کٹائی لکڑی دی ہے جزاہم اللہ احسن الجزا۔

میں امید کرتا ہوں۔ کہ شاہ صاحب کے نمونہ کی بہت سے احباب تقلید فرماوینگے۔ ہمیں اسوقت اور بہت سی اشیاء کے علاوہ چار بڑی اشیاء کی ضرورت ہے۔

۱ لکڑی ۲ ہزار من پختہ جسمیں سے ۵۰۰ من شاہ صاحب دے چکے ہیں۔

۲ آٹا ۶۰۰ من پختہ قیمتی چار ہزار آٹھ سو روپیہ

۳ گھی دس من پختہ قیمتی ۸۰۰ روپیہ

۴ گوشت ایک سو من پختہ قیمتی دو ہزار روپیہ

میں امید کرتا ہوں کہ احباب یہ فہرست پڑھ کر مجھے مطلع کرینگے۔ کہ وہ ان اشیاء میں سے کونسی چیز کس کس مقدار میں دینگے۔؟

میں نے گھی کے لئے احمدی زمیندار احباب کی خدمت میں تحریک کی ہے۔ اور جہاں تک مجھے ایسے احباب کا علم ہوا۔ میں نے اُنکے نام تحریکی چٹھیاں لکھی ہیں۔ اس جگہ ان احباب کے نام لکھتا ہوں۔ تاکہ یاددہانی ہوجاوے۔ ان احباب کے علاوہ اور احباب جو گھی خالص دیسکتے ہیں۔ اُن کی خدمت میں عرض ہے۔ کہ مجھے بوالپسی ڈاک مطلع فرمادیں۔ کہ وہ کسقدر گھی دینے کا وعدہ کرتے ہیں۔ یہ گھی ہم کتک یا مگھر کے مہینے میں لینگے۔ مگر وعدہ ابھی سے ہوجانا چاہیئے لکڑی اب بقیہ پندرہ سو من درکار ہے۔ ضلع منٹگمری یا اور مربعوں سے اگر کوئی صاحب ہمت کریں۔ تو بفضلہ تعالیٰ جلدی ہی ہمارا کام مکمل ہوجاویگا۔ آٹے کے متعلق بھی یہ ہوسکتا ہے۔ کہ زمیندار احباب اپنے اپنے سکرٹری کو اپنے پاس سے گندم دیدیں وہ وہاں بیچکر یہاں رقم بھیجدیں۔ یہاں سے اُسکی گندم ان کیطرف سے لیجاویگی۔ گوشت کا نرخ قادیان میں ۱۰ر فی سیر ہے۔ جو دوست گوشت کی امداد کرنی چاہیں۔ وہ مطلع فرما سکتے ہیں۔ کہ وہ اتنے من یا اتنے سیر گوشت کی قیمت دینگے۔ اسی طرح جو گندم یا آٹا نہیں دیسکتے۔ وہ آٹھ روپیہ فی من کے حساب سے لکھ سکتے ہیں کہ وہ اتنے من آٹے کی قیمت دینگے۔ غرض گھی تو پنجاب کے زمیندار جمع فرمادیں۔ اور لکڑی بھی انہیں کے ذمے ہے۔ اور گوشت اور آٹے کی قیمت یہاں بھیجدی جاوے۔ اللہ تعالیٰ احباب کو اس کار خیر کی توفیق عطا فرماوے۔ کہ اس کام میں امداد دیں اور ان پر اور اُنکے اہل و عیال پر ہزارہا رحمتیں نازل فرماوے۔ آمین ثم آمین یا ارحم الراحمین

مندرجہ ذیل وہ احباب ہیں جنکو گھی کے لئے تحریکی خطوط لکھے گئے ہیں۔

۱- چوہدری غلام حسین صاحب چک ۹ شمالی۔ سرگودہ
۲- چوہدری اللہ رکھا صاحب چک ۹ شمالی " "
۳- چوہدری میراں بخش صاحب " " " "
۴- چوہدری غلام محمد صاحب چک ۹ " " " "
۵- چوہدری غلام رسول صاحب نمبردار " " " "
۶- چوہدری احمد صاحب بجہ " " " "
۷- چوہدری اللہ داد صاحب المعروف للو خاں چک ۳۵ " "
۸- چوہدری حسین بخش صاحب " " " "
۹ چوہدری غلام حیدر صاحب نمبردار چک ۴۳ جنوبی جھنگ
۱۰ چوہدری نظام الدین صاحب و شاہ محمد صاحب " " " "
۱۱ چوہدری مستو و نتھو صاحبان آبادکار چک ۹۲ جنوبی
۱۲ چوہدری مولا بخش صاحب نمبردار چک ۳۵ جنوبی
۱۳ میاں غلام مصطفےٰ صاحب جھنگ مگھیانہ
۱۴ چوہدری غلام حسین صاحب سفید پوش علی آباد ضلع لائلپور
۱۵ چوہدری چراغ الدین صاحب نمبردار گوکھووال ضلع "
۱۶ چوہدری محمد علی و بھائی فتح الدین صاحبان کلیانپور
۱۷ چوہدری عبداللہ خانصاحب بہلولپور
۱۸ ملک شیر محمد صاحب کوٹ رحمت۔ گوجرانوالہ
۱۹ مولوی ابراہیم صاحب بقاپوری و چوہدری کرم الٰہی صاحب
۲۰ چوہدری نصر اللہ خانصاحب وکیل ڈسکہ
۲۱ چوہدری غلام سرور صاحب۔ منٹگمری
۲۲ قاضی محبوب عالم صاحب۔ قاضی کوٹ
۲۳ سید مزمل شاہ صاحب۔ ضلع گجرات
۲۴ میاں میراں بخش صاحب شیخ پور "
۲۵ ماسٹر رکن الدین صاحب فیروزوالہ۔ گوجرانوالہ
۲۶ چوہدری مرزا خانصاحب چک ۱۰۲۔ سرگودہ
۲۷ چوہدری فتح خاں صاحب نمبردار چک ۹۸ جنوبی سرگودہ
۲۸ چوہدری فضل الدین صاحب چک ۹۸ جنوبی۔ سرگودہ
۲۹ میاں خدا بخش صاحب سفید پوش سکنہ کوٹ مومن شاہ پور۔

سید میر محمد اسحٰق مولوی فاضل افسر سالانہ جلسہ قادیان

ضرورت ملازمت۔ ایک ڈاکٹر جنہوں نے ۱۹۳۰ء میں کالج اوف فزیشنز اینڈ سرجنز کلکتہ میں پاس کیا ہے۔ آٹھ سال تک سرکاری ملازمت بطور سب اسسٹنٹ سرجن پریکٹس بھی کرچکے ہیں۔ سرجری میں خاص ملکہ رکھتے ہیں۔ پنجاب کے کسی ایسے شہر میں جہاں احمدیوں کی تعداد زیادہ ہو ملازمت کے خواہاں ہیں۔ اگر کوئی بھائی امداد کریں تو مہربانی ہوگی۔ ناظر

60

ہندوستان کی خبریں

مسٹر گاندھی کا لڑکا عدالت میں۔ کلکتہ کے ایک انگریزی اخبار کا بیان ہے کہ مسٹر گاندھی کے ایک لڑکے مسٹر ہیرالال گاندھی نے جنکی کلکتہ میں کپڑے کی دوکان ہے عدالت میں ایک مقدمہ دائر کیا ہے کہ ایک شخص نے ان کو ۰۰ ہم روپیہ کا جعلی چک لکھکر دھوکہ دیا۔

مسٹر محمد علی کو قومی یونیورسٹی کے خالی کرنیکا نوٹس علی گڑھ گزٹ کا بیان ہے کہ اس کوٹھی کی مالکہ نے جس میں یہ یونیورسٹی ہے مسٹر محمد علی کو تین ماہ میں کوٹھی خالی کرنیکا نوٹس دیا ہے۔ وجہ یہ کہ مسٹر محمد علی نے کرایہ نامہ کی خلاف ورزی کی اور بغیر رضامندی مالکہ کے مکان میں تبدیلی اور توسیع کی۔

باغات چائے میں تازہ فسادات دار جیلنگ۔ ۲۷ر جولائی۔ دارجیلنگ اور کرسیانگ کے باغات چائے میں فسادات ہوئے نیپالی مزدوروں نے ہڑتال کردی منتظم کہتے ہیں کہ ڈسٹرکٹ کانگریس کمیٹی کے ممبروں نے ان کو بھڑکایا ہے۔ ڈپٹی کمشنر نے ایک تعلیم یافتہ پہاڑن ساوتری دیوی کو حکم دیا ہے۔ کہ آپ پبلک جلسوں میں تقریر نہ کریں۔

جہازی کرایوں میں کمی:۔ کلکتہ ۲۸ر جولائی۔ ٹائمز آف سیلون کے نام ایک بحری برقی پیام مظہر ہے کہ برطانوی جہازی کانفرس نے جرمنی کے مقابلہ کی وجہ سے بحری کرایوں میں یکم اگست بمبئی سے شروع کرکے ۲۵ فیصدی کمی کردی ہے۔

آل انڈیا کانگرس کمیٹی کی کارروائی:۔ بمبئی ۲۹ر جولائی۔ **بدیشی کپڑے سے مقاطعہ:۔** جلسہ میں اس بات پر غور دریا گیا۔ کہ بدیشی کپڑا بجائے جلانے کے غرباء کو تقسیم کردیا جائے۔ مگر مسٹر گاندھی نے اس تجویز کی مخالفت کی۔ بہت سی اختلاف رائے اور بحث کے بعد آخر مسٹر گاندھی کی تجاویز متعلقہ مقاطعہ اشیاء غیر ملکی منظور کرلی گئیں۔

پرنس آف ویلز کے استقبال سے مقاطعہ:۔ ولی عہد کے استقبال سے مقاطعہ کی قرارداد باوجود پنڈت مدن موہن مالویہ و دیگر اشخاص کی مخالفت کے منظور کرلی گئی۔ مگر پرنس آف ویلز کی آمد پر ہڑتالوں کا اعلان نہ ہوگا۔

مسٹر گاندھی کے مخالفین:۔ ناگپور کی کانگرس کی ایک خصوصیت یہ تھی کہ وہاں مسٹر گاندھی کی شخصیت سب پر حاوی تھی۔ مگر بمبئی کی آل انڈیا کانگرس کمیٹی میں مسٹر گاندھی کے مقابلہ میں ایک طرف تلک کے پیرو اور دوسری طرف شمالی ہند کے انتہا پسند صفیں باندھے کھڑے تھے۔

مسٹر گاندھی کی دھمکی:۔ خیال کیا جاتا ہے کہ اگر مسٹر گاندھی کے مشوروں کو کمیٹی نے نہ مانا تو وہ موجودہ تحریکات سے علیحدگی اختیار کرلینگے۔

اختلاف رائے:۔ مسٹر گاندھی کی جماعت اور مہاراشٹر کی گروہ ... [illegible] لئے سخت اختلاف رائے واقع ہو رہا ہے کہ موخرالذکر جماعت نئی مجالس واضع قوانین میں جانیکے موید ہیں۔

خلاف ورزی قانون:۔ صوبجات متحدہ اور پنجاب کے نمایندے مسٹر گاندھی کی اس سہل انگاری کو ناپسند کرتے ہوئے خلاف ورزی قانون کو منظور کرانے پر تلے ہوئے ہیں۔ چنانچہ ایک موقعہ پر اس مسئلہ کے متعلق اسقدر اختلاف رائے ہوگیا۔ کہ اگر ایک باررسوخ پنجابی لیڈر کو پکڑ نہ لیا جاتا تو قریب تھا کہ وہ مدراسی راہنما کے گلے کا ہار بن جاتا۔

صوبجات متحدہ میں خلاف ورزی قانون بمبئی ۳۰ر جولائی۔ آل انڈیا کانگرس کمیٹی نے صوبجات متحدہ میں اس لئے خلاف ورزی قانون کی اجازت دیدی ہے۔ کہ یہاں دیگر صوبجات کی نسبت زیادہ تشدد برتا جاتا ہے۔ مگر اس پر عمل سے قبل پراونشل کانگریس کمیٹی خود قرارداد منظور کرے۔ اور آل انڈیا کانگریس کمیٹی سے منظوری لے۔

کانگرس کی صدارت:۔ بمبئی ۳۰ر جولائی مختلف صوبجات کیطرف سے کانگرس کی صدارت کے لئے جو اشخاص تجویز ہوئے ہیں۔ ان میں مسٹر سی آر داس نے سب سے زیادہ رائیں حاصل کی ہیں۔

فرنگی محل کے لائسنس ضبط:۔ اخبار ہمدم لکھنؤ کا بیان ہے کہ ۲۳ر جولائی ۱۹۲۱ء کو ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ لکھنؤ نے تمام علماء فرنگی محل کے لائسنس اسلحہ ضبط کر لئے ہیں۔ صرف مولوی شمس العلماؤں کے پاس ہتھیار رہے جسکی وجہ شاید ان کا خطاب ہو۔

یوروپین سکولوں کو امداد نہ دینے کا رزولیوشن لکھنؤ ۲۵ر جولائی کو صوبجات متحدہ کی قانونی کونسل میں ایک رزولیوشن اس مطلب کا پیش ہوا کہ یوروپین سکولوں کو امداد نہ دیجائے۔ کیونکہ انمیں ہندوستانی طلباء کو غیر مشروط طور پر داخل نہیں کیا جاتا اسکی عام مخالفت کیگئی اور بالآخر یہ واپس لیا گیا۔

دو ایڈیٹروں کو نمک کا ٹھیکہ بندے ماترم کا بیان ہے کہ گورنمنٹ نے سردار امر سنگھ ایڈیٹر لائل گزٹ اور لالہ دینا ناتھ ایڈیٹر ڈلیش کو ضلع منٹگمری کے نمک کا ٹھیکہ دیا ہے۔ ان کے لئے نمک بہم پہنچایا جائیگا۔ اور وہ ۲½ آنے فی من فائدہ لیکر تھوک فروشوں کے پاس بیچ سکینگے۔

وائسرائے اور مسٹر گاندھی کی گفتگو کا اظہار مسٹر گاندھی اور وائسرائے ہند کی جس گفتگو پر تاحال پردہ پڑا ہوا تھا۔ اسکے متعلق ایک سرکاری اعلان آج ہی ہے مسٹر گاندھی نے بھی اتفاق ظاہر کیا ہے۔ شائع ہوا ہے جسمیں زیادہ تر علی برادران کی معافی کا تذکرہ ہے۔ اور بتایا گیا ہے کہ جو اعلان ان کی طرف سے شائع ہوا۔

پہلے وائسرائے کو دکھایا۔ اور اس کی ترمیم کو قبول کیا گیا تھا۔ وائسرائے نے یہ بھی کہہ دیا تھا کہ اگر یہ اعلان فوراً ہی شائع نہ ہوا۔ تو ممکن ہے کہ میں قانونی کارروائی کے آغاز کو نہ روک سکوں۔ اسپر فوراً اعلان شائع کر دیا گیا۔

وائسرائے اور مسٹر گاندھی کے درمیان جو ملاقاتیں ہوئیں ان کا سب سے بڑا حصہ ہندوستان میں بے چینی کے مختلف اسباب پر زبانی بات چیت پر مشتمل تھا جسمیں فسادات پنجاب۔ تحریک خلافت۔ عہد نامہ سیورے اور لوگوں کی عام حالت بھی شامل تھی۔ مسٹر گاندھی نے وائسرائے کے سامنے سوراجیہ کے متعلق کوئی سکیم پیش نہیں کی۔ اور ان ملاقاتوں میں سوراجیہ کی کسی سکیم پر کوئی بحث مباحثہ ہوا۔

مسٹر گاندھی نے آگ لگائی

بمبئی ۳۱ جولائی۔ پریل الفنسٹن مل کے قریب ایک عظیم الشان مجمع ہوا۔ ۷ بجے شام مسٹر گاندھی نے غیر ملکی کپڑے کے ایک بڑے ڈھیر کو جو کہ لاکھوں روپے کے قیمتی کپڑوں۔ ساڑیوں وغیرہ پر مشتمل تھا۔ اپنے ہاتھ سے آگ لگا کر خاک سیاہ کر دیا۔

اخبار پرتاپ کانپور کے ایڈیٹر اور پرنٹر کو سزا

رائے بریلی ۳۰ جولائی۔ کانپور کے اخبار پرتاپ کے خلاف ازالہ حیثیت عرفی کے مقدمہ کا فیصلہ ہو گیا۔ ایڈیٹر اور پرنٹر پر عدالت نے جرم عائد کر دیا۔ اور دونوں کو تین تین ماہ قید محض اور پانچ پانچ سو روپیہ جرمانہ کی سزا دی گئی۔ ملزم ضمانت دیکر رہا ہو گئے۔

مسٹر انثر کے مقدمہ کا ملزم بری

رنگون میں ۲۲ جون کو آخری مغل بادشاہ کے خاندان کے ایک شخص کی وفات کے دن مسٹر انثر میونسپل رنگون کے انجینئر کو زدوکوب کرنے کا الزام جس شخص پر عاید کیا گیا تھا۔ جج نے اسکو بوجہ شہادت کافی نہ ملنے کے بری کر دیا۔

ممالک غیر کی خبریں

معاہدہ سیورے کے فیصلہ کا سوال

لنڈن ۲۷ جولائی۔ دیوان عام میں ایک سوال کے جواب میں مسٹر سسل ہارمزورتھ نے کہا۔ کہ معاہدہ سیورے کی ترمیم کے متعلق ابھی کوئی قطعی فیصلہ نہیں ہوا اور ان کے علم میں اتحادیوں کی طرف سے کوئی ایسی تجویز نہیں کہ ترکی یونانی متنازعہ دعاوی کو مدنظر رکھتے ہوئے معاہدہ کو قطعاً ترک کر دیا جائے۔

امریکہ میں مٹی کے تیل کے چشموں میں آتشزدگی

میکسیکو (شمالی امریکہ) کی خبر ہے کہ مٹی کے تیل کے چشموں میں آگ لگ گئی مشینیں تباہ ہو رہی ہیں۔ مزدور جان بچا کر بھاگ گئے ہیں۔ آگ کے شعلے ایک سو فیٹ بلند ہو کر پھیلے ہوئے ہیں۔ آگ بجھانے کی تمام کوششیں بیکار ہوئیں مالی نقصان کا اندازہ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ آگ بڑھ رہی ہے۔

امریکن قیدی اور سوویٹ

لنڈن ۲۷ جولائی۔ واشنگٹن کا ایک پیغام مظہر ہے کہ مسٹر ہنس سکرٹری آف سٹیٹ نے سوویٹ سے باضابطہ مطالبہ کیا ہے۔ کہ امریکن قیدی چھوڑ دئے جائیں۔

یہود کا داخلہ فلسطین میں

ششماہی مختتمہ ۳۰ جون کے دوران میں ۸۹۳ یہود فلسطین میں داخل ہوئے۔

روسی سفیر کابل میں

الہ آباد ۲۷ جولائی۔ پاینیر کو اطلاع ملی ہے۔ کہ مسٹر راس کولینکو کابل پہنچ گئے ہیں۔ آپ مسٹر سوریٹز کی جگہ روسی سفیر مقرر ہوئے ہیں۔ جو خرابی صحت کی وجہ سے واپس چلے گئے ہیں۔ بخارا کے افغانی سفیر عبدالہادی کابل میں واپس آگئے ہیں۔

ترکی کا اپیل اتحادیوں سے

لنڈن ۲۷ جولائی۔ قسطنطنیہ کا [illegible] (ترکی) وزارت خارجہ کی طرف سے اعلان کیا گیا ہے کہ ترکی۔ انگلستان۔ فرانس اور اٹلی سے اپیل کرتی ہے کہ وہ مداخلت کر کے یونان اور ترکی کی جنگ روکیں۔ یونان قسطنطنیہ پر قابض ہونے کی دھمکی دیتا ہے۔

آئرلینڈ کے معاملہ میں تصفیہ کی امید

لنڈن ۲۶ جولائی۔ دارالعوام میں مسٹر چیمبرلین نے بیان کیا کہ ۱۹ اگست کو پارلیمنٹ کا اجلاس برخاست ہو جائیگا۔ لیکن شاید نومبر یا دسمبر میں پارلیمنٹ کو پھر طلب کرنا پڑے تاکہ وہ تصفیہ آئرلینڈ کے متعلق ضروری قانون پاس کر سکے۔

ریل پر ڈاکہ

پیرس ۲۶ جولائی۔ ڈاکوؤں نے پیرس مارسلز ایکسپریس (ریل گاڑی) کو روک کر ۷۰۰۰۰ پونڈ کی قیمت کا مال و اسباب لوٹ لیا۔

امیر فیصل بادشاہ تسلیم کر لئے گئے

شملہ ۲۷ جولائی۔ ایسوسی ایٹڈ پریس کے خاص نامہ نگار بغداد کا بیان ہے کہ تمام عراق عرب سے مختلف جماعتوں کے وفود امیر کے پاس گئے۔ عراق عرب کی کونسل نے پریزیڈنٹ کی تحریک سے اتفاق کر کے امیر فیصل کو عراق عرب کا بادشاہ تسلیم کر لیا۔ لیکن ہائی کمشنر بغداد نے فیصلہ کیا۔ کہ اس ریزولیوشن کے منظور کرنے سے پہلے عوام کی رائے بھی لی جائے۔

جنرل رینگل کی فوج کا حشر

سوویٹ کے تجارتی وفد لنڈن کا ایک بیان مظہر ہے کہ جنرل مذکور کی بقیہ ساڑھے چھ ہزار فوج جو یوکرین واپس آئی تھی اسے افواج احمر میں شامل کر لیا گیا ہے۔

لنکاشائر والوں کی صدائے احتجاج

لنڈن ۲۸ جولائی۔ لنکاشائر کارخانجات پارچہ کی ایک کانفرنس بلیکپول میں ہوئی۔ جسمیں اس امر پر زور دیا گیا۔ کہ ان کے مال کی ہندوستان میں درآمد پر جو محصول لگایا گیا ہے۔ اس کے متعلق کوئی تسلی بخش دلیل نہیں دی گئی۔ اور پارلیمنٹ سے مطالبہ کیا ہے کہ ہندوستان اور برطانیہ کے مالی تعلقات کے متعلق دوبارہ تحقیقات کرے۔

(باہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر ناظران کیلئے شائع ہوا!)